ختم مروجہ بر طعام کی تردید سدید



تألیف

حضرت مولانا عبدالقادر عارف حصاروی رحمہ اللہ

تحقیق

مولانا محمد شریف حصاروی حفظہ اللہ





دار الخلد

ختم مروجہ
بر طعام کی تردید سدید

تالیف

محقق شہیر حضرت مولانا عبدالقادر عارف حصاری رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق

مولانا محمد شریف حصاری حفظہ اللہ

خطیب مرکزی جامع مسجد بیت الحمد اہلحدیث و مہتمم مدرسہ عمر بن الخطاب
۳۴/۲ کورنگی نمبر ۳ کراچی

دار الخلد

لاہور

مقدمہ

اسلام اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا دین ہے، یہ نہ تو عوام الناس کی من مانیوں کا مرکب ہے اور نہ ہی کسی کی خواہشات کا تابع۔ نہ اسے بزرگوں کی اندھی تقلید سے کوئی واسطہ ہے نہ معاشرے کی خودساختہ رسوم و بدعات سے سروکار۔ بلکہ یہ تو سیدھی کھری اور دوٹوک بات کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ﴾[آل عمران : ٣٢]

(ترجمہ:۔اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی)

یہی وہ خالص اور بنیادی تعلیم ہے جو ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہے اس میں نہ مرغوبات نفس کا دخل ہے نہ کج روعقل کا۔مگر انتہائی دکھ کی بات ہے کہ آج اس کا خالص رنگ نظر نہیں آتا۔سنت کو پامال کیا جارہا ہے۔رسوم و بدعات دن بدن بڑھتی جارہی ہیں۔

افسوس کہ دین خالص کی صورت مسخ کرنے پر آج کمر بستگی ہے۔ ناخوب، خوب ہو گیا ہے۔خواہشات نفس کا اتباع ہے۔ ہر شخص جب چاہتا ہے جس انداز میں چاہتا ہے دین پر عمل کرتا ہے۔اندر سے اسلام پر عمل کرنے کا رجحان کم ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الإِسْلَامِ دِيناً فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ﴾[آل عمران : ٨٥]

ترجمہ:۔اور جو کوئی بھی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین (یعنی کسی اور کا طریق) پسند کرے گا۔تو ہرگز ہرگز اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔

اس آیت کریمہ میں دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں پہلی یہ کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل یہ ہے کہ اس کے بندے اسلام کے دائرہ عمل میں رہیں۔ اس سے باہر نہ نکلیں اور نہ ہی کسی دوسرے دین کی محبت دل میں رکھیں اور نہ ہی

کسی اور کا راستہ رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے کے سوا اختیار کریں۔ اس لیے کہ اللہ جس دین کو حق جانتا اور بتاتا ہے وہ دین اسلام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الدِّيْنَ عِندَ اللهِ الإِسْلَامُ ﴾[آل عمران: ۱۹]

ترجمہ:۔ حقیقتاً اللہ کے نزدیک جو دین ہے وہ اسلام ہی ہے۔

اسلام کیا ہے؟ اسلام وہ آسمانی قانون اور شریعت ہے جسے اللہ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی مخلوق کے لیے بنایا۔ ہر نبی اور رسول نے لوگوں کو اسلام ہی کی دعوت دی۔ اس دعوت کی ابتداء نوح علیہ السلام سے ہوئی اور محمد ﷺ پر ختم ہوئی۔ دین متین اسلام کی اللہ تعالیٰ نے تکمیل فرمادی اور اس میں کسی قسم کے افراط وتفریط، تغیر وتبدل، ترمیم وتنسیخ، کانٹ چھانٹ اور کمی بیشی کی گنجائش باقی نہیں رکھی بلکہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الإِسْلَامَ دِيْناً ﴾(المائدہ: ۳)

ترجمہ:۔ آج میں نے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمھارے لیے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔

قرآن مجید کے یہ پاکیزہ کلمات اس بات کی دلیل ہیں کہ شریعت کی تکمیل رسول ﷺ کی حیات طیبہ میں ہو چکی تھی۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل کریں اور ان کے مقابل ان باتوں، کاموں اور رسم ورواج کو نہ اپنائیں جن کے احکام اور جن کا ثبوت قرآن وحدیث سے نہ ملتا ہو۔

اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اختیار کرے گا یا سنت رسول ﷺ پر چلنے کے بجائے کسی اور راستے پر

چلے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کسی عمل کو قبول نہیں فرمائے گا۔ لہٰذا جو مسلمان اللہ کے پسندیدہ دین میں من مانیاں کر رہے ہیں اور سینکڑوں ایسے امور انجام دے رہے ہیں جن کی دلیل نہ تو قرآن مجید سے ملتی ہے اور نہ ہی سنت و احادیث مبارکہ سے ان کا ثبوت ملتا ہے ایسے لوگ بدعات کا شکار ہیں اور اپنی کم عقلی کے باعث یہ لوگ بدعات کو ثواب کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جو کہ سراسر غلط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ من عمل عملا ليس عليه امرنا فهو رد ﴾ ۱

ترجمہ: جو کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم (اور دلیل) نہ ہو تو وہ مردود ہے

ہر وہ کام جو شریعت سے ثابت نہ ہو بدعت کے زمرے میں آتا ہے اور ایسا کرنے والا قیامت کے دن حسرت وندامت اور گناہ کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

(من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من تبعه لاينقص ذلك من اجورهم شيئاً ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من تبعه لاينقص ذلك من اثامهم شيئاً) ۲

ترجمہ:۔ جس نے (کتاب وسنت سے ثابت شدہ) کسی اچھے کام کی طرف بلایا تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ اس سنت پر عمل کرنے والوں کو ملے گا اور ان لوگوں کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دی تو اسے اتنا گناہ ملے گا جتنا کہ اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا لیکن ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

آج لوگوں نے اپنے خودساختہ طریقوں کو سنت بنالیا ہے جو کہ حقیقت میں

---

① (مسلم، الجامع الصحیح، حدیث، نمبر: ٤٤٩٣، ص ٧٦٢)

② [مسلم، الجامع الصحیح، مسلم، حدیث نمبر: ٦٨٠٤، ص ١١٦٥]

سنت نہیں بلکہ بدعت ہیں لوگ اپنی کم عقلی کے باعث انہیں سنت کا درجہ دیتے ہیں اور ثواب کی نیت سے ان پر عمل کرتے ہیں جب کوئی عقل مند ان بدعات کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے تو جاہل لوگ کہتے ہیں کہ سنت بدل گئی ہے۔ حالانکہ غلط تو جاہل لوگ ہیں جو صحیح راستے سے بھٹک گئے ہیں۔

معاشرے میں فی الوقت جو مروج ہے وہ اسلام نہیں کچھ اور چیز ہے اسلام کو اصل روپ میں دیکھنا ہو تو اس کو رسوم و بدعات سے پاک کرنا ہوگا۔ تب ہی وہ دین حاصل ہوگا جو اللہ کو مقبول ہے۔ وہ اعمال سرزد ہوں گے جو میزان کو بھاری کردیں۔ ان نیکیوں کا ارتکاب ہوگا جو رائیگاں نہیں جائیں گی۔ رسوم و بدعات سے اجتناب کے لیے ان سے واقفیت ضروری ہے۔ ذیل میں چند ایسی رسوم و بدعات کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو موجودہ دور میں مروج ہے۔

گیارھویں، عرس، قضاعمری، ختم پڑھنا، میلاد، فاتحہ خوانی، جمعرات کی دعوت، شب برات کا حلوہ، محرم کا کھچڑا، رجب کے کونڈے، شب معراج، شرکیہ نعتیں لکھنا اور پڑھنا، نماز کی نیت بالجہر، خانقاہوں کا سفر، رمضان کی ستائیسویں منانا، نماز جنازے کے بعد دعا مانگنا، اذان سے پہلے صلوٰتیں پڑھنا، نمازوں کے بعد صلوٰتیں پڑھنا، قبر پر اذان دینا، درود ہزارہ، درود تاج، درود مکی، دعا گنج العرش، دعا سریانی، اذان کے بعد کلمہ پڑھنا، تیا، ساتا، چالیسواں، برسی، دولہا اور دلہن سے کلمات پڑھانا وغیرہ وغیرہ۔

مولانا محمد شریف حصاری رحمۃ اللہ علیہ

خطیب مسجد بیت الحمد اہلحدیث
مہتمم مدرسہ عمر بن خطاب
۳۴/۲ کورنگی نمبر ۳ کراچی

ختم مروجہ بر طعام کی تردید سدید

ختم کا معنی:

بیان اللسان میں یہ لکھا ہے ختم مہر کرنا، کسی چیز کے آخر تک پہنچ کر اس کو تمام کر دینا۔(۱) تمام قرآن مجید پڑھنا(۲) نشتر جالندھری نے لکھا ہے ختم، انتہا، اخیر۔(۳) نورالحسن نے ختم کا یہ معنی بھی لکھا ہے: پورا کرنا، تمام کرنا، مہر کرنا(۴) اس میں یہ بھی ہے آج کل کا محاورہ جبکہ رسومات اور بدعات جاری ہوگئیں۔ ختما خیر، انتہا، قرآن شریف ختم ہونے کی رسم۔ نذر دینا، فاتحہ۔

یہ محاورے رسمی ہیں عربی لغت کے نہیں ہیں کیونکہ لفظ ختم عربی ہے ختم کا مفہوم عام کھانے کو آگے رکھ کر اس پر اپنی مرضی سے آیات اور سورتوں کا تعین کر کے پڑھنا اس لفظ کا ان مروجہ معنی میں وجود کتاب وسنت وکتب محدثین وکتب فقہ متداولہ میں نہیں ہے۔ اعتبار کتب متداولہ کا ہے۔ دوسری کتابوں کا نہیں ہے۔

ختم کی ابتدا:

قرون ثلاثہ میں موجودہ ختم مرّوجہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے کیونکہ ختم مرّوجہ کی کیفیت اور ہے جس پر جھگڑا اور نزاع ہے صرف بسم اللہ کھانے پر پڑھ کر کھانا یا کسی بیمار کو کھانے کی کوئی چیز دم کر کے دینا یا کسی نبی کا یا ولی کا کھانے پر دعا کرنا بعض اوقات اس کھانے کا بڑھ جانا اس کو معجزہ یا کرامت کہا جاتا ہے۔ ختم مرّوجہ نہیں کہلاتا۔ ختم مروجہ کی کیفیت یہ ہے دیگ یا کڑاھی یا دیگچہ جس میں بہت سا کھانا ہو اس میں سے کچھ کھانا لے کر ملاّ، مولوی، یا حافظ یا پیر کے سامنے رکابی میں ڈال کر رکھنا اور اس کا یہ سورتیں کھانے پر بیٹھ کر پڑھنا: سورۃ فاتحہ، سورۃ بقرہ کی آیات، الم سے لے کر مفلحون تک، آیت ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن

رِّجَـالِكُمْ ﴾ (۵)،آیت ﴿ إِنَّ اللّٰـهَ وَمَلَائِكَتَـهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ﴾ (٦)،سورۃ ملک،سورۃ اخلاص تین بار،معوذتین بار پڑھنا،پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا۔ بایں طور کہ سب کلام الٰہی اور طعام کا ثواب مُردوں کو بخشنا۔تقریر سے یا شعروں میں۔مروجہ اشعار ختم:

اے ربا بھیج ثواب توں جو میں پڑھی کلام
اُوپر روح رسولؐ دے ہور مرسل نبی تمام
بعد اُنھاں دے یار جو خاص نبی دے چارؓ
پھر اولاد ازواج اس کل اصحاب کبار
ہور بعد انھاں دے تابع ہور کل امام ھمام
ابوحنیفہؒ ، شافعیؒ، مالکؒ، احمدؒ چار امام
کل غوثاں قطباں بھیج توں ہر ولی اوتار ابدال
ہور، عالم، فاضل، حافظ، قاری، ہر ہر عاماں نال
ہور مائی، باپ تے بھیج اُستاداں کل قبیلے خویشاں
ہور غنی،فقیر، غریب، یتیماں بھیج کل درویشاں
آدمؑ تھیں لا اِس دم تائیں جو کوئی روح تمام
اِس کھانے دا ثواب توں بخشیں خاص تے عام
ثواب جو مینوں حاصل ہویا سبھاں تائیں پہنچائیں
طفیل محمد مصطفٰے صلعم کریں قبول دعائیں

پس ایسے ختم کا ثبوت نہ قرآن سے ہے نہ حدیث شریف سے ہے نہ صحابہ کرامؓ نہ محدثین فقہاء اور نہ چاروں اماموں سے ہے یہ ہندو پنڈتوں سے رسم لی گئی ہے۔

مولانا عبید اللہ (مرحوم) جو ہندو پنڈت سے مسلمان ہوئے تھے اس نے کتاب ''تحفۃ الہند'' لکھی ہے اس میں ہے۔ کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام سرادھ ہے اور جب سرادھ کھانا تیار ہو جاتا تو اول اس پر پنڈت کو بلوا کر کچھ بید پڑھواتے جو پنڈت اس کھانے پر پڑھتا ہے وہ ان کی زبان میں اکھشر من کہلاتا ہے اسی طرح اور بھی دن مقرر ہیں (۷)

مولانا سرفراز خان گکھڑوی حنفی صاحب لکھتے ہیں: یہی کلمہ گو مسلمان کرتا ہے کہ پنڈت کی جگہ ختمی ملاّ نے لے لی۔ کھانے پر بید کی جگہ قرآن مجید مقرر کر لیا (۸)

حنفیہ کی کتاب الجنۃ میں ہے: (قرأة الفاتحة والاخلاص والكفرون على الطعام بدعة) (۹) (کھانے پر سورۂ فاتحہ، اخلاص اور الکافرون پڑھنا بدعت ہے)۔

مجموعہ فتاوٰی مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلیمیں ہے۔

سوال: فاتحہ مروّجہ حال یعنی طعام را در پیر نہادہ دست برداشتہ چیزے خواندن چہ حکم دارد؟

جواب: ایں طور مخصوص نہ در زمان آنحضرت صلعم بودنہ در زمان خلفاء بلکہ وجود آں در قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر اند منقول نشدہ!

(کیا مروّجہ ختم کا وجود جو کھانے آگے رکھ کر ہاتھ اُٹھا کر پڑھتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ جواب یہ خاص طریقہ نہ حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا نہ خلفاء کے زمانہ میں اور نہ قرون ثلاثہ میں جو کہ بہترین زمانے تھے) (۱۰)۔

مشہور بریلوی مولوی محمد صالح صاحب اپنی کتاب ''تحفۃ الاحباب'' میں لکھتے ہیں ''یہ رسم سوائے ہندوستان کے اور کسی اسلامی ملک میں رائج نہیں ہے'' (۱۱)۔

احمد رضا خان بریلوی نے اس کو جائز بنایا ہے مگر یہ تسلیم کیا کہ وقت فاتحہ کھانے کا قاری کے پیش نظر ہونا اگرچہ بے کار بات ہے مگر ثواب میں کچھ خلل نہیں۔

مروّجہ ختم کے مسئلہ کی تحقیق میں مندرجہ ذیل امور تنقیح طلب ہیں تب یہ مسئلہ ثابت ہوگا۔

۱۔ کیا ختم مروجہ کا قرآن وحدیث سے ثبوت ہے؟

۲۔ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین نے اس پر عمل کیا؟

۳۔ کیا چار اماموں نے کبھی اس طرح ختم پڑھا ہے؟

۴۔ کیا ہر صدقہ کے ایصال ثواب کے لئے ختم دینا چاہئے؟

۵۔ کھانا، طعام ختم کے لئے مقرر کیوں ہے؟

۶۔ ختم پڑھنے کے لئے مُلّا مقرر کیوں ہے؟

۷۔ بغیر ختم پڑھنے کے ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟

۸۔ دعا کرنا اور ہاتھ اُٹھا کر کھانا سامنے رکھ کر دعا کرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

۹۔ ایصال ثواب سے سب اموات کو ثواب برابر پہنچتا ہے یا تقسیم ہو کر پہنچتا ہے؟

۱۰۔ ثواب تھالی یا کنالی جس میں طعام ہے جس پر مروجہ ختم پڑھا جاتا ہے کا ثواب اموات کو پہنچے گا یا سب دیگ یا دیگچہ کے کھانے کا؟ اگر سب کا مراد ہے تو سب کھانا کیوں سامنے نہیں رکھا۔ اگر تھالی یا کنالی والے کھانے کا ثواب مراد ہے تو وہ تو مُلّا لے گیا یا کھا گیا۔ باقی کھانے کی خیرات کا ثواب کیسے پہنچے گا۔ جس پر ختم نہ پڑھا گیا؟

۱۱۔ ختم پڑھنا واجب ہے یا سنت یا مستحب یا مباح؟ جو حکم ہو اس کی تعریف اور اس پر شرعی دلیل مطلوب ہے۔

ہمارے جوابات نمبر وار درج ذیل ہیں:

۱۔ ختم مروجہ کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا اس پر تعامل نہیں پایا گیا۔ بلکہ ان سے اس قسم کی آیات کا پڑھنا قطعی ثابت نہیں ہے۔

۳۔ محدثین اور چاروں اماموں نے ختم نہیں پڑھا؟ کیونکہ منقول نہیں ہے۔

۴۔ کسی چیز کے صدقہ کے لئے طعام ہو یا غیر طعام ختم پڑھنا یا پڑھوانا کوئی شرط نہیں ہے۔ بلکہ اللہ کی راہ میں جو کچھ دیا جائے اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔

۵۔ شریعت نے کھانا مقرر نہیں کیا یہ پیٹ پرستوں نے مقرر کیا ہے۔

۶۔ ایصال ثواب کے لئے۔ یتامیٰ اور مساکین پر صدقہ کرنا چاہیئے۔ مُلّا بلانا ضروری نہیں۔ یہ صرف اس کا پیٹ بھرنے کے لئے بلایا جاتا ہے بلکہ ختم بنایا ہی اس واسطے ہے کہ مُلّا کے بغیر نہ پڑھا جاسکے۔

۷۔ بغیر ختم پڑھے ثواب ہر صدقہ کا میّت کو پہنچ جاتا ہے۔

۸۔ ہاتھ اُٹھا کر ایصال ثواب کے لئے دعا کرنا ثابت نہیں ہے جو ثابت کرے اس کو انعام ملے گا جو اس وقت طے ہوگا۔

۹۔ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں یہ سوال درج ہے۔

سوال: ایک شخص تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر اپنے والدین کو بخش دیتا ہے زید نے یہ بات سن کر اس شخص سے کہا کہ تم تین مرتبہ قل شریف پڑھ کر تمام زمانہ کے مسلمانوں کی روح کو بخش دیا کرو۔ ہر ہر فرد بشر کو ایک ایک ختم قرآن کا ثواب ملے گا (قل شریف قرآن کے تیسرے حصّہ کے برابر ہے) اور تمہارے والدین کے ثواب میں کچھ کمی نہ آئے گی اب وہ شخص یہ پوچھتا ہے کہ سب دنیا کے مسلمانوں کو مع میرے اور میرے والدین کے اگر ایک ایک ختم قرآن کا ثواب ملے اور میرے والدین کے ثواب میں کمی نہ آئے تو سب مسلمانوں کی نیت کر لیا

کروں گا ورنہ مجھ کو ضرورت نہیں کہ میں اپنے والدین کا ثواب کاٹ کر اوروں کو دوں۔ اس میں صحیح مسئلہ کیا ہے۔

جواب: میرے استادوں کا یہ قول ہے کہ ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے نہ سب کو پورا پورا اس بات میں کوئی آیت اور حدیث صحیح نہ ملی۔ رشید احمد عفی عنہ (۱۲)۔

فتاوٰی دیو بند عزیز الفتاوٰی میں ہے۔

سوال: میت کو ثواب تقسیم ہو کر پہنچتا ہے یا ایک ثواب میں جن لوگوں کو بخشا گیا انہیں کو پہنچتا ہے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: جیسا حضرت مولانا رشید صاحب گنگوہی قدس سرہ نے فرمایا ہے یہی حق ہے (۱۳)

سوال: میت کو اجر متجزی ہو کر مساوی درجہ میں جن کو ایصال ثواب کیا گیا ہے انہیں پہنچے گا۔ جیسے عدل کا اقتضاء ہے یا ہر ایک کو بلا تجزی پورا پورا اجر اس عمل کا ملے گا جیسا کہ فضل کا مقتضا ہے۔

جواب: اس میں پہلے بھی کلام ہوا (کمافی ردالمحتار ویو ضحه انّه لو أُهدی إلیٰ أربعة یحصل الکل منهم ربعه فکذا لواهدی الربع لواحد وابقی الباقی لنفسه ملخصا) (۱۴) (ردالمحتار میں کہ اگر چار شخصوں کو ایصال ثواب کیا تو ہر ایک کو چہارم حصہ ملے گا۔ اگر ایک کو چہارم حصہ بخشا تو باقی اس کے نفس کے لئے رہ جائے گا)۔

مگر دلیل میں کسی نے کوئی نص ذکر نہیں کی اور ظاہر ہے کہ مسئلہ قیاسی نہیں اس لئے بدون نص کوئی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ البتہ سوال بالا کے جواب میں جو حدیث طبرانی ہے اس کو ظاہر الفاظ سے عدم تجزی پر دال ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ جب کھانا کھایا اور جتنا کھایا گیا اس کا ثواب ملے گا۔ باقی جو گھر میں رہ گیا اس کا نہیں ملے گا۔

مُلّاؤں نے ہندو پنڈتوں کی طرح اور عیسائیوں کے پادریوں کی طرح کھانے پینے کی رسومات بنائی ہوئی ہیں کوئی نیکی کا کام بتائیں تو مسکینوں اور یتیموں کا حق مار کر اپنا حق پیٹ پرستی کا بیان کرتے ہیں۔ ملّا کہتے ہیں قربانی کرنا بڑا ثواب مگر چمڑا ہمارا۔ عقیقہ کرنا بڑا ثواب چمڑا ہمارا حق ہے۔ فطرانہ واجب ہے مگر لینے کا حق ہمارا ہے۔ لڑکے کے کان میں اذان دینا ثواب پانچ روپے ہمارے۔ حلوہ کھلاؤ رسول اللہ کو پیارا تھا، گیارھویں کو دودھ دیا کرو کھیر کھلایا کرو۔ دودھ کی بڑی فضیلت ہے۔ جمعرات شب برات کو ہم سے ختم پڑھوایا کرو اور حلوہ زردہ اچھا کھانا پکایا کرو ارواح خوش ہوتے ہیں۔ عوام کو ایسی فریب دہی اور چکمہ کی باتیں سنا کر اپنی شکم پروری کی جاتی ہے کسی شرعی دلیل سے حکم مروّجہ کا ثبوت نہیں دیا جاتا۔

لطیفہ: ایک مُلّا کا قصہ۔

جنگلیوں نے ایک مُلّا کو امام مقرر کیا اور اس کو روٹی، مکئی، باجرہ، ساگ، مونگ کی دال، مسور کی دال کھلانے لگے وہ گھبرا گیا۔ اس نے جمعرات کی رات سب جنگلیوں کو جمع کیا وہ سب جاہل تھے سب کو وعظ کیا۔

جو کوئی ثابت ماہ پکاوے دوزخ سڑے ہمیشہ
لکھا ڈٹھا وچہ کتاباں صحیح کیتا درویشاں
مصراں دی جو دال پکاوے ستر پیندار اُٹھاوے
پنجاہ ہزار کبیرہ اس دے ذمے لکھیا جاوے
جیہڑا ثابت موٹھ پکاوے عذاب ہووے وچہ قبراں
لکھیاں ڈٹھیا وچہ کتاباں درویشاں گھلیاں خبراں

مونگی دی جو دال پکاوے مُردہ رہے بیمار
لکھیا پڑھیا وچہ کتاباں درویشاں گھلی تار
جو گوشت دے وچہ گونگلو پاوے پکا مشرک تھیوے
لکھیا ڈٹھا وچہ کتاباں مندے حالیں جیوے
حلوہ گوشت جو پکاوے بخشیا جائے محلّہ
بہشتاں دے وچہ داخل ہوسی کوئی نہ پھڑسی پلّہ
درویشاں دی میں سند گذاری دل وچہ کرو تسلّہ
جمعرات توں جو نہ کھانا بھیجے سروچہ مارو کھلاّ

جہلاء نے سن کر اس کی باتوں پر عمل شروع کیا اس مذہب کے بارے میں کسی قسم کی دلیل کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

پس اسی طرح تمام رسومات جاہل لوگوں کو غلط مسائل سنا کر مقرر کر لیں اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ جو ان رسموں سے روکے وہ وہابی ہے۔ ان کی بات نہ سنو اگر وہ یہ مسئلہ بیان کرے اسے گالیاں دو۔

ہوئی آھی کے ایسی اندھیر نگری حق سچ نوں کوئی نہ جاندا اے
جھوٹ ظلم تے انھاں نے لک بدھا حق بات نوں کوئی نہ جاندا اے
نہ حکم رسولؐ دی قدر کوئی نہ کوئی من دا حکم قرآن دا اے
قادر بخش نہ خوف عذاب دوزخ نہ شوق ہی جنت مکان دا اے
اک دوجے دا حق پئے ماردے نے نہ کوئی قدر بھائی مسلمان دا اے
شرک بدعت دیاں رسماں نے آن ودھیاں لوکاں پھڑ لیا راہ شیطان دا اے
زنا کار، بدکار تے چور ودھ گئے حال وگڑیا اکثر جہان دا اے
قادر بخش دی بات نہ من دے نے ساڈا کم دن رات سمجھان دا اے

واقعہ پیر:

اس قسم کا ایک پیر کا واقعہ مشہور ہے:

پیر کہیا مریدنوں جے نذر دینوں سنگیں گا
اسیں نہیں لنگھانا، پل صراط کویں لنگھیں گا
مجھ دینی کیتی سے تے ہن آکے مڑ گیا ایں
سال ہویا منیاسی ہن آکے پھر گیا ایں
ایویں باتاں چیتاں کردے مربعے ول آندے نے
جھونے دی وٹ اُتوں دونوں لنگھے جاندے نے
وٹ اتوں پیر ڈگا کھیت اندر ڈھیہ گیا
مرید اوہدی دھون اتے گوڈے مارن ڈیہہ پیا
کہن لگا ہنے توں وعدہ پلصراط داسی منیاں
ایڈی چوڑی وٹ سی اتوں ڈگ پیا ایں انھیا
وٹ نہیں تو لنگھ سکیا پلصراط کی لنگھا ویں گا
گلاں نال فریب دیکے توں مجھ لے جاویں گا
مجھ نہیں میں دینی تینوں پھیرا ایتھے آویں نہ
میں ہوگیا وہابی تے مینوں توں بلاویں نہ

یہ سب بدعات رسمیہ دین کا ملمع چڑھا کر خواہشات نفسانیہ سے تجاوز کر کے جاری کی گئی ہیں چنانچہ حدیث میں ہے:

”عن ابی بکر الصدیق ان رسول اللہ ﷺ قال: انّ ابلیس قال اهلکت الناس بالذنوب واهلکونی بلا اله إلا اللّٰه والاستغفار، فلما

رأیت ذلك أهلكتهم بالأ هواء وهم یحسبون انهم مهتدون"(۱۵)
(حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس کہتا ہے میں انھیں گناہ سے ہلاک کرتا ہوں وہ مجھے استغفار سے ہلاک کرتے ہیں پس جب میں نے یہ دیکھا تو میں انہیں خواہشات سے ہلاک کرتا ہوں۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں)۔ مجالس الابرار میں اس حدیث پر یہ لکھا ہے "وهی البدع فی صورة العبادة" (یہ بدعات ہیں جو کہ عبادت کی صورت میں نظر آتی ہیں)۔

پس میلاد، عرس، گیارھویں، تیا، ساتا، چالیسواں، جمعرات، شب برات، ستائیسویں رمضان، فاتحہ خوانی فرشی اور ختم برطعام وغیرہ بدعات بصورت عبادت جاری کردیں جو شریعت سے ثابت نہیں ہیں تو یہ شیطان نے اپنا داؤ چلالیا ہے۔ ان بدعات اور ختم مروجہ پر دلائل شرعیہ موجود نہیں مگر رواج عام ہوگیا اس کے لئے لوگ اس بدعت سے توبہ نہیں کرتے۔ دین میں رخنہ اندازی کرنے والے لوگ اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی بریلوی حنفی تھا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت پہلے اہل حدیث، غیر مقلد تھا سراسر جھوٹ ہے۔ جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ وہ حنفی تھا۔ مرزائی اخبار "پیغام صلح" لاہور میں لکھا ہے کہ "مرزا صاحب حنفی مذہب تھے" (۱۶) اخبار "البدر قادیان" میں لکھا ہے "میں ہمیشہ ان خشک وہابیوں سے متنفر رہا ہوں "(۱۷)۔ مرزا صاحب کے بیٹے قبل از نبوت کے ذکر لکھتے ہیں "بیان کیا مجھ سے عبد اللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ یہ ذکر تھا کہ جو چہلم کی رسم ہے یعنی مردے کے مرنے سے چالیسویں دن کھانا کھلانے کی یہ رسم کرتے ہیں غیر مقلد اس کے بہت خلاف ہیں۔ اس پر حضرت صاحب (مرزا) نے فرمایا کہ چالیسویں یوم میں کھانا کھلانے میں یہ حکمت ہے" (۱۸)۔

اس سے ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پہلے حنفی بریلوی بدعتی تھا۔ اس مذہب میں دیکھا کہ پیروں کی بڑی مانتا ہے تب پیر بن گیا۔ بعد میں خود بخود نبی بن گیا۔ اسلام سے مرتد ہو گیا بلکہ خواب میں خدا بن گیا۔ اللہ ایسے مذہب سے بچائے (آمین)۔

ختم والوں سے سوالات:

جو مُلّا مولوی پیٹ بھرنے کے لئے ختم پڑھتے ہیں۔ ان سے سوال یہ ہے کہ یہ تو فقراء کا حق ہے تم اس کھانے کے حقدار کیسے بن گئے؟

بریلوی کتاب ''احکام شریعت'' میں سوال ہے کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مردہ کے نام کا طعام جو امیر و غریب کو کھلاتے ہیں کس کو کھلانا چاہیئے؟

الجواب: مردہ کا کھانا صرف فقراء کے لئے ہے عام دعوت کے طور پر جو کرتے ہیں یہ منع ہے غنی نہ کھائے ''کمافی فتح القدیر و مجمع البرکات'' (۱۹) مردوں کا کھانا کھا کھا کر ان کے دل مردہ ہو گئے اب حق مسئلہ نہیں مانتے ہیں بلکہ حق مسائل سن کر شور مچاتے ہیں تا کہ مسئلہ کسی کی سمجھ میں نہ آجائے۔ والغوافیہ پر عمل کرتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ تم کلام الٰہی پڑھ کر دعا کرتے اور مردہ کو ثواب پہنچاتے ہو یہ کس چیز کا ثواب پہنچاتے ہو؟ کلام الٰہی کا یا طعام کا؟ اگر کلام الٰہی کا ہے تو کھانا سامنے کیوں رکھا؟ حدیث میں ہے "لاصلوٰۃ بحضرۃ الطعام" (۲۰) (کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی) اگر کلام کا ثواب ہی کرنا تھا تو اپنے گھر یا مسجد میں یہ کام کرتے میت کے گھر کیوں آئے۔ اگر طعام کے لالچ سے آگئے تو کلام الٰہی کا ثواب نہ ملے گا۔ یہ مُلّا بھاڑتیہ ہے اُجرت لے کر کلام بخشتا ہے جیسے پنڈت سرادھوں میں دانت گھسائی لیتے ہیں۔ اگر طعام کا ثواب اور کلام کا ثواب دونوں میت کو پہنچایا ہے۔ تو طعام ابھی کھایا نہیں گیا۔ تو طعام کا ثواب کیسے پہنچادیا؟ یہ تو ایسے ہے جیسے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی یا پاخانہ سے پہلے استنجا کر

لیا جائے۔ثواب کھانا کھلانے کے بعد ملتا ہے پہلے نہیں ۔اگر کہو کہ کھانا مُلاّ کے سامنے رکھ دیا تو اسی کی مِلک ہو گیا تو پھر تھال یا تھالی بھی مُلاّ کو ملنی چاہئے۔ کیونکہ وہ سامنے رکھے گئے ۔اگر کہو کہ نیت کھانے کھلانے کی ہے تھالی کی نہیں تو پھر نیت طعام کھلانے کی کرلو یہ کھانا سامنے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔الغرض ختم بر طعام اور ثواب میت کو ہو گا نہ کہ کھلانے والے کو۔کلام بر طعام بدعۃ سیئہ ہے۔فقہ کی کتاب شامی میں ہے:

"روی فی البزازیة: یکرہ اتحاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد اسبوع والاعیاد ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراء ة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او بقرأة سورة الانعام اوالا خلاص والحاصل أن اتخاذ الطعام عند قرأة القرآن یکرہ"(۲۱)

(میت کے پہلے دن اور تیسرے دن طعام تیار کرنا اسی طرح ہفتہ کے بعد اور عیدوں کے موقعوں پر بھی اور اس طرح موسم بر موسم قبروں کی طرف طعام لے جانا مکروہ ہے اور قرأۃ قرآن کے لئے دعوت دینا اور قاریوں کو ختم قرآن کے لئے اور سورہ انعام اور اخلاص میں پڑھانے کے لئے جمع کرنا بھی مکروہ ہے حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن پڑھانے کے وقت کھانا تیار کرنا مکروہ ہے)۔

پس فقہ سے رسم مروجہ ختم حرام ثابت ہوئی۔علامہ شامی ابن عابدین فرماتے ہیں کہ ''اہل بدعت اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف نہیں لوٹتے اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں'' (۲۲)۔

شامی کی بابت بریلوی کتاب ''فیضان رحمت'' میں لکھا ہے ''شامی جو اہل سنت والجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے(۲۳) اور علماء دیوبند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے ردالمحتار درمختار کا سب سے نفیس حاشیہ ہے یہ فقہ کی کمال معتبر

کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی تصنیف ہے'' س کتاب میں یہ لکھا ہے

"عن فتاوٰی القاضی ان جھرذ کرحرام لماصح عن ابن مسعود أنه أخرج جماعة من المسجد یھللون ویصلون علی النبی ﷺ جھرا وقال لھم ماأراکم إلامبتدعین"

(فتاوٰی قاضی خاں سے نقل کیا ہے کہ جہر سے ذکر کرنا حرام ہے کیونکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی صحیح روایت سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انہوں نے ایک جماعت کو مسجد سے محض اس لئے نکال دیا تھا کہ وہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھتی تھی اور ان کو یہ کہا کہ تم بدعتی ہو)۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہل بدعت مسجدوں میں اوراذان کے وقت بلند آواز سے پہلے اور بعد میں درود وسلام اور مروجہ صلاتیں پڑھتے ہیں یہ مسجد سے خارج کردینے کے لائق ہیں کیونکہ وہ بدعتی ہیں۔

اس کتاب فقہ میں ختم پڑھنا بدعت لکھا ہے اس لیے علماء دیوبند ختم کو بدعت کہتے ہیں۔ کیونکہ علماء دیوبند بھی قرآن وحدیث سے فقہ کی کتب پر ایمان رکھتے ہیں۔

ختم کے دلائل باطلہ:

ختم طعام کے مندرجہ ذیل دلائل پیش کیے جاتے ہیں ملاحظہ کریں:

۱۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے لڑکے ابراہیم پر ختم پڑھ کے ایصال ثواب کیا۔ یہ سب جھوٹ ہے اس کا کوئی ثبوت کتب متداولہ میں نہیں پایا گیا۔فتاوٰی رشیدیہ میں ہے۔ یہ قصہ جو "ھدیة الحرمین" میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں (۲۴)۔

۲۔ خزانة الروایات کے حاشیہ کا حوالہ دیا جاتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے تیسرے دن، ساتویں دن، چالیسویں دن چھٹے ماہ

اور سال بعد صدقہ دیا یہ تیجہ ششماہی کی اور برسی کی اصل ہے (۲۵)۔

یہ سب سراسر جھوٹ ہے بے سند اور واہیات روایات اور باتیں ہیں:

۳۔ بخاری شریف کی کتاب المغازی سے بعض روایات پیش کرتے ہیں وہ سب روایات معجزات کے متعلق ہیں مثلاً حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں کچھ کھانا پکایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ "فاخرجت له عجينا فبصق فيه و بارك" (میں نے آٹا نکال کر آپ کے سامنے کیا تو آپؐ نے اس میں لعاب دھن ڈال دیا اور برکت کی دعا کی) بخاری شریف میں آگے یوں ہے

" ثم عمدالى برمتنا فبصق وبارك ثم قال ((ادع خابزةً فلتخبز ومعك واقدحى من برمتكم ولاتنزلوها)) وهم الف فاقسم بالله لقد اكلوا حتى تركوه وانحرفوا وان برمتنا لتخط كما هى وان عجيننا ليخبز كما هو" (۲۶)

(آپ ہماری ہانڈی کی طرف لعاب ڈالا اور برکت کی دُعا کی پھر فرمایا روٹی پکانے والی کو بلاؤ۔ وہ روٹی پکائے ہانڈی کی چولھے پر رکھو۔ نہ اُتارو۔ وہ لوگ ایک ہزار تھے انہوں نے کھانا کھایا اور اس کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ہماری ہانڈی اسی طرح بھری ہوئی تھی اور ہمارا آٹا اسی طرح تھا جس طرح تھا)۔

اس حدیث میں پہلے یہ ذکر ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ صحابی نے آنحضرت کا حال دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک نے تنگ کر رکھا ہے حدیث میں الفاظ "خمصا شديدا" (سخت بھوک) ہیں۔ گھر میں آیا تو چمڑے کے تھیلہ سے جو اُلٹ کے دیکھے تو اس میں ایک ٹوپہ تھے جس میں ایک صاع گندم تھی۔ پھر گھر میں ایک بھیڑ کا بچہ دیکھا اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور سالن بنایا اور جو پیس کر آٹا تیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر چپکے سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دعوت ہے اور اتنا اتنا کھانے کا سامان ہے۔ ''انت ونفر معلث '' (آپؐ اور چند شخص آپؐ کے ساتھ ہوں تشریف لے چلیں) آنحضرت ﷺ نے عام منادی کردی ''یااھل الخندق ان جابراً قدصنع سورا (ای طعاما) فحی ھلابکم'' (اے اہل خندق جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت کی ہے تیار ہو جاؤ)۔ پھر آپ ﷺ نے یہ ہدایت کردی کہ ہانڈی کو چولھے سے نیچے مت اُتارنا) اور یہ فرمایا ''ولاتخبزن عجینکم حتی اجیء'' (میرے آنے تک آٹا نہ پکانا)۔ آپ ﷺ آئے تو بی بی نے آپ ﷺ کے سامنے آٹا پیش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ملا دیا اور برکت کی دعا کردی پھر اسی طرح دیگچی کی طرف گئے اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا دی اس کے بعد آپ ﷺ نے روٹی پکانے اور سالن نکالنے کا حکم دیا۔ کم وبیش ایک ہزار آدمی تھے سب کھا کر واپس ہو گئے لیکن ہانڈی اسی طرح گوشت سے جوش مارتی اور اُبلتی رہی اور روٹیاں بھی اسی طرح تیار ہوتی رہیں گوشت اور آٹے میں کمی نہ آئی۔

یہ تو قصہ معجزے کا ہے اس کو ختم مروّجہ سے کیا تعلق؟ کیا کوئی ملاّ ہانڈی اور آٹا میں تھوک دے تو ان کے مقتدی لوگ کھانا کھالیں گے اور کیا وہ تھوک والا کھانا کھالیں گے اور کیا وہ تھوک والا کھانا دس آدمیوں کا ہزاروں آدمی کو ملاّ کھلا دے گا؟۔ تف ایسے علم اور عقل اور پیٹ پر، مشکوٰۃ کے معجزات میں یہ روایتیں ہیں ختم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس طرح کے معجزات اللہ اپنے نبیوں کو عطا کرتا ہے۔ پیٹ کے پجاری ملاّ کو نہیں۔

۴۔ مشکوٰۃ المصابیح میں ایک اور معجزہ کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت اُم سلیمؓ کو ایک روٹی اور گھی کا چور بنانے کا حکم فرمایا تو پھر حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

''ثم قال رسول اللہ ﷺ فیہ ماشاء اللہ ان یقول ثم قال ائذن

لعشرۃ فاذن لھم فا کلوا حتی شبعوا ثم خرجوا"

(اس پر رسول اللہ ﷺ نے کچھ پڑھا پھر دس کو حکم دیا وہ آئے اور کھا کر چلے گئے)۔ اس طرح دس دس کے حساب سے بلاتے گئے تو اسی ۸۰ آدمی کھانا کھا گئے۔

"ثم اخذ مابقی فجمعہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ فعاد کما کان فقال دونکم ھذا" (۲۷)

(پھر آپؐ نے جو باقی تھا اُس کو اکٹھا کر کے برکت کی دُعا کی وہ پہلے کی طرح ہو گیا اور فرمایا یہ لے لو)۔ پانی لے کر دعا کرنے سے اسی طرح برکت ہوئی پہلے کی طرح ہی کیا۔

یہ بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے۔ معراج النبیؐ بھی آپ ﷺ معجزہ کا ہے۔ مولوی صاحب بھی اس شوق کو اپنے آپ پر لاگو نہ کریں۔ سبق سیکھیں۔

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیؐ سے
زعالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

اب کوئی دوسرا اس طرح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ نبی نہیں ہے۔ پس ایسی حدیثوں سے ختم پڑھنے کا ثبوت دینا جاہلیت ہے۔ ایسا ہی مرزائی دلیلوں میں ہیر پھیر کر کے قادیانی دجال کی نبوت کا جواز ثابت کرتے ہیں۔

لطیفہ:

کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیمار پر عصا جالگا، کہنے لگے "قم باذن اللہ" (اللہ کے حکم سے اُٹھ) وہ تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا۔ ان کا ایک اُمتی مرید دیکھ کر گیا اس نے کسی بیمار پر یہ عمل کیا تو وہ مر گیا لوگوں نے طعن وملامت کی تو اس نے ختمی ملاّ والا ثبوت پیش کیا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا وہ اس طرح عصا مار کر بیمار کو تندرست اور مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے میں نے ان کی سنت پر عمل کیا تھا۔

ایک ختمی ملاّ نے یہ ثبوت دیا کہ آنحضرت ﷺ نے اُمت کی طرف سے ایک

دنبہ قربانی کیا تو اس پر دعا پڑھی تھی اس سے ختم پڑھنا ثابت ہوا۔ حالانکہ یہ قربانی کی دُعا ہے جو ہم اہل حدیث سنت نبوی سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ بدعتی نہیں پڑھتے۔

یہ بھی غلط استدلال ہے ملاّ کو استدلال کی شرعی دلیل طے کرنا حرام ہے۔ نامی شرح حسامی میں ہے۔ "انما الاستدلال فعل المجتهد" (استدلال مجتهد کا کام ہے) توضیح تلویح میں ہے "فالادلة الاربعة انما یتوصل بها المجتهد لا المقلد" (ادلہ اربع (قرآن، حدیث، اجماع، قیاس) تک مجتہد ہی پہنچ سکتا ہے مقلد میں یہ قابلیت نہیں ہے) یہ دیکھو دلیل مقلد کی کیسی کہ امت کی طرف سے قربانی کرنا جنھوں نے نہ کی تھی حالانکہ جناب نبی ﷺ کا خاصہ تھا اور کوئی اس طرح سب کی طرف سے قربانی نہیں کرسکتا اور جو آیت اور دعا پڑھی وہ ذبح قربانی کے ساتھ خاص ہے ہم سب مسلمان اس طرح ذبح قربانی کے وقت پڑھتے ہیں، مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ میں یہ حدیث یوں ہے

"عن جابر قال ذبح النبی ﷺ یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجههما قال انی وجهت وجهی للذی فطرالسمٰوات والارض علی ملة ابراهیم حنیفاً ومآانا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰه ربّ العالمین لاشریك له بذلك امرت وانا من المسلمین اللهم منك ولك عن محمد ﷺ وامته بسم اللّٰه واللّٰه اکبر" (۲۸)

(حضرت جابرؓ نے بیان کیا کہ جناب نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن دو دنبے جو سینگ دار چت کبرے اور خصی تھے ذبح کئے جب ان کو قبلہ کی طرف متوجہ کیا تو یہ دعا پڑھی" انی وجهت وجهی " آخر تک اور یہ دعا کی یا اللہ یہ جانور تیرے عطا کردہ ہیں جو تیری رضامندی کے لئے قربانی کر رہا ہوں یہ محمدؐ اور اس کی اُمت کی طرف سے ہیں)۔

شاعر صمصام نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں وہ لکھتا ہے:

ہر مسئلہ ایسا گھڑ دھریا جھدے وچہ پوشیدہ روٹی اے
کدے کہے ساتے تے ختم تے واجب تلی کلیجہ بوٹی اے
ایہہ کفن چور اک کفن وچوں سواگز دی کڈھن لنگوٹی اے
ایہنوں شرم نہ پاک رسول کولوں کیڈا ایہہ چوڑ چوپٹ ملاں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاں
کِتے تیجا قُل بنا دھریا کِتے جوڑ بنایا ساتا اے
جاہلاں نوں آکھن بن ساتے دے مردہ گیا گواتا اے
کرو چالیا نالے برسی بھی بس مردہ دھوتا نہاتا اے
ایہہ سب کچھ کرو تے مردے نوں جنت وچہ دیندے سٹ ملاں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاں
کِتے یارہویں فرض بنا بیٹھے پئے کھاندے حلوے کھیراں نے
جس چیز نوں رب حرام کرے اوہ کھاہدی ملاں پیراں نے
وما اھل پڑھ چھ واری نہ کیتی شرم شریراں نے
قرآن دے دشمن پاپی نے دنیا تے کھٹی کھٹ ملاں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاں
کِتے کھلواڑے تے دھڑاں اندر بسم اللہ ٹنگدے پھردے نے
جمعرات نوں سیرے اوجھریاں گھر گھر وچہ منگدے پھردے نے
انھے تے گنڈھ دیاں پوریاں نوڈھنگا تھیں ڈھنگدے پھردے نے

جتھے موت دی ذرا وی سوہ نکلے اُوتھے پہنچ جاوے جھٹ پٹ ملاّں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاّں
میں کی کی گن گن عیب دساں انہاں سیرے چٹ بے صبراں دے
ایہہ ساتے چا ملئیے اک پاسے نہ چورے چھڈن قبراں دے
اوتھے جا ختم تے حلق بھرن ضماں تے زیراں زبراں اندے
لکھ لعنت لوکو اس ڈھڈ اُتے ایہ بَنھی پھردا مٹ ملاّں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاّں
کڈے گالیاں دین وہابیاں نوں سانوں کھان نہ دیندے سیرے نے
لوکاں نوں آکھن دور رہو ایہہ بے مرشد بے پیرے نے
اے پیراں فقیراں دے منکر ہائے کالجے ساڈے چیرے نے
منہ روناں جہیا بنا کے تے جاہلاں نوں لیندے کٹ ملاّں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاّں
مینوں قسم خدا دی چیزاں سب بدعتاں اینہاں بنایاں نے
بس کھاون کارن پاپیاں نے اسلام دے نام لگایاں نے
جے سچے نے تے ثابت کرن اے کد سرور فرمایا نے
ممبراں تے کھوروپاندے نے جاہلاں دے وچہ مونہہ پھٹ ملاّں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے نے بھکے تے سیرے چٹ ملاّں
پر مسئلہ سچ سنائیے جاں ملاّں دی نکلے چیک میاں
ترفے تے حال بے حال ہووے نہ رہے طبیعت ٹھیک میاں
آکھے توہین بزرگاں دی او سب نو دیندے بھیک میاں

ایہ قبراں نوں وڈا من دے نے اللہ نوں منے گھٹ ملاں
ڈھڈ خاطر دین وگاڑ رہے بھکے تے سرے چٹ ملاں

لطیفہ:

ایک عالم نے قصہ پر لکھا ہے کہ کوئی مولوی قصور کے شہر سے باہر جا رہا تھا ایک طرف سے ایک بڑھیا آئی کہنے لگی کہ آؤ مولوی جی ہمارے گھر کھانا کھا جاؤ جمعرات کا دن تھا مولوی چلا گیا اس نے سمجھا کہ کوئی عورت سخی ہے۔ مسافر کو کھانا کھلاتی ہے جب اس کے مکان کے اندر گیا تو وہاں تین چار کھانے حلوہ، زردہ، گوشت اور حقہ رکھا تھا اور پیر کے نام کا سوروپیہ، نبی کے نام کا سوا چار آنہ اور اللہ کے نام کا سوا آنہ رکھا ہوا تھا۔ مولوی موحد تھا اس نے ختم پڑھنے کو کہا وہ چھوڑ کر چلا آیا کہ یہ کام بدعت ہے میں نہیں کرتا اور نہ کھاتا ہوں بوڑھی نے کہا یہ تو وہابی ہے آج میرا بیٹا آ کر مایوس ہو کر چلا گیا (اس کی روح)۔

انہوں نے الگ الگ کھانوں کے الگ الگ ختم بنا رکھے ہیں۔ محفل حلوہ کا الگ، گوشت زردہ چھ سات کھانے ہوں تو ان کا الگ، اگر ساگ دال، نمکین چاول ہوں تو الگ معمولی دو چار آیتیں پڑھ دیں۔ چنانچہ ایک واقعہ ہے۔

لطیفہ:

ایک عورت نے مکئی کا دلیا بنا کر ملّا کے سامنے رکھا رات کا وقت تھا اس نے کھیر سمجھ کر اس کا ختم پڑھ دیا جب کھانا شروع کیا تو دلیا نکلا۔ مُلّا نے تھوک دیا اور جھگڑنے لگا کہ مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ مکئی کا دلیہ ہے میں نے اتنی دیر لگائی وقت خرچ ہوا۔ کھایا تو نکلا مکئی کا دلیا وہ بھی نمکین میٹھا بھی نہ ڈالا۔ غصے ہوا اس عورت نے کہا میاں جی میری ماں مکئی کا دلیا پسند کیا کرتی تھی اس واسطے یہ پکایا گیا ہے۔ ملّا نے غصہ میں آ کر کہا اگر تیری ماں غلاظت کھاتی رہی تو کیا غلاظت پر کلام پاک کا ختم پڑھ دوں۔ ملّا چلا گیا وہ غصہ میں بھرا ہوا تھا۔

یہ عورتوں اور مردوں کا جاہلانہ فعل ہے کہ میت کو اپنی زندگی میں جو چیز مرغوب ہو اس کے ایصال ثواب کرنا چاہئے گویا وہ چیز ان کو ملتی ہے یہ غلط ہے کہ ان کو ثواب پہنچتا ہے۔

یہ سب اختراعی مذہب ہے خدائی کام نہیں ہے ورنہ ایک ختم ہوتا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لو دعیت الیٰ کراع لاحبت" (۲۹) (اگر میں بکری کی کھر کی طرف بلایا جاؤں تب بھی قبول کروں)۔

احمد رضا خان بریلوی کا فتویٰ:

عرفان شریعت میں ہے: مسئلہ: میت کے سوئم کے چنے کا کس قدر وزن ہونا چاہئے اگر چھوہاروں پر فاتحہ دلائی جائے تو ان کا وزن کس قدر ہو؟۔

الجواب: کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں اتنے ہوں جن میں ستر [۷۰] ہزار عدد پورا ہو جائے (۳۰)۔

اب اندازہ کرلو اگر ایک چھوہارہ ایک تولہ کا ہو تو ستر ہزار کا وزن اکیس "۲۱" من اور پینتیس "۳۵" سیر ہوگا۔ اگر ماشہ کا چھوہارہ ہوتا ستر ہزار چھوہارے ایک من ۳۲ سیر ہوں گے اگر عمدہ چھوہارے چالیس روپے سیر ہو تو ایک من ۳۲ سیر ۲۸۹۰ روپیہ سے اوپر ہوں گے۔ مردہ اس طرح بخشایا جاتا ہے۔ مکئی کے دلیہ سے کیا ہوتا ہے اگر سب لوگ اس پر عمل کریں تو ملاؤں کا بھی کام بن جائے اور میت والوں کو بھی نانی یاد آجائے۔ یہ لوگ محض سیر حلوہ یا سیر کھیر یا سیر گوشت سے مردہ جہنم سے نکال کر جنت میں بھیجنا چاہتے ہیں شائد امیر غریب کے حکم میں فرق کیا جاتا ہوگا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مولوی اپنی مرضی سے کرتے ہیں دین نہیں ہے۔

اگر اس پر عمل نہ ہو تو احمد رضا بریلوی کی اس وصیت پر عمل کریں جو مرنے سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے لکھوا کر خود اس پر دستخط کئے جو وصایا شریف اعلیٰ

حضرت مولوی احمد رضا خان صاحب میں ہے۔

اعزا سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو تین باران اشیاء سے بھی کچھ بھیج دیا کریں۔ دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کے دودھ کا ہو، مرغ کی بریانی، مرغ پلاؤ، خواہ بکری کا، شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرنی، ارد کی پھریری، دال مع ادرک و لوازم گوشت بھری کچوریاں (ان سب کو ہضم کرنے کے لئے) سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف (۳۱)۔

مشہور مؤرخ علامہ بیرونی المتوفی ۱۳۳۰ھ لکھتے ہیں۔ اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔ ضیافت کرنا اور یوم وفات سے گیارھویں کرنا۔ اور پندرھویں روز کھانا کھلانا۔ اور ہر ماہ کی چھٹی تاریخ کو فضیلت ہے۔ اسی طرح اختتام سال پر کھانا کھلانا ضروری سمجھتے ہیں۔

نو دن تک اپنے گھر کے سامنے طعام پختہ دکوزہ آب رکھیں ورنہ میت کی روح ناراض ہوگی۔ بھوک و پیاس کی حالت میں گھر کے اردگرد پھرتی رہے گی پھر عین دسویں دن میت کے نام پر بہت سا کھانا تیار کر کے دیا جائے اور آب خشناک دیا جائے۔ اسی طرح گیارھویں تاریخ کو بھی نیز لکھا ہے کہ ماہ پونس (پوہ) میں وہ حلوہ پکا کر دیتے ہیں اور یہ بھی برہمن کے کھانے پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہوں (۳۲)۔

مولانا عبیداللہ نومسلم عالم لکھتے ہیں ''برہمن کے مرنے کے بعد گیارھویں دن اور کھشتری کے مرنے کے بعد تیرھویں دن ویش کے مرنے کے بعد پندرھویں دن (بنئے کو ویش کہتے ہیں) اور شودر (مالاھی) کے مرنے کے بعد تیئسویں روز یا اکتیسویں دن مقرر ہے کہ کھانا پنڈتوں کو کھلاتے ہیں۔ مرنے کے چھ ماہ بعد سال کے بعد اور اسوج (اسو) کے مہینہ میں اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں۔ بس نام کے مسلمانوں نے اُن ہندوؤں سے یہ رسومات لی ہیں۔ یہ سب بدعت اور

حرام ہیں۔ان سے بچنا واجب ہے کیونکہ یہ بدعت ہیں۔

بدعت کی تعریف:

بدعت ہر وہ کام ہے جسے دین وثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے حالانکہ صحیح روایات سے اس کا کوئی سراغ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں نہ ملتا ہو۔اور منکر کا دائرہ بدعت سے وسیع ہے۔ ہر بدعت منکر ہے اور ہر وہ برائی منکر ہے جسے انسان بالعموم برا جانتے ہیں۔ ہمیشہ سے برا کہتے رہے ہیں اور تمام شرائع الٰہیہ نے جس سے منع کیا ہے۔نیز ہر وہ کام منکر ہے جس سے اللہ ورسول نے منع فرمایا ہو(۳۳)۔

دین متین اسلام کی اللہ تعالیٰ نے تکمیل فرمادی اور اس میں کسی قسم کے افراط وتفریط،تغیر وتبدل، ترمیم وتنسیخ، کانٹ چھانٹ اور کمی بیشی کی گنجائش باقی نہیں رکھی بلکہ حجۃ الوداع میں واشگاف الفاظ میں فرمایا: ﴿ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْناً ﴾ (۳۴) (آج کے دن تمھارا دین میں نے مکمل کر دیا۔اور تمھارے لئے اسلام کو از روئے دین کے پسند کیا ہے)۔اب کسی قسم کی ردوبدل اور کتر وبیونت، اختراع وابتداء یا کمی بیشی کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ امام مالکؒ فرماتے ہیں "من ابتدع فی الاسلام بدعة یراها حسنة فقد زعم ان محمدًا ﷺ خان الرسالة لان اللّٰه یقول: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ"،فما لم یکن یومئذٍ دینا،فلا یکون الیوم دینا"(۳۵)

(جو شخص اسلام میں نیا کام جاری کرے اس کو اچھا سمجھے تو اس کا یہ گمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے خیانت کی ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا آج کے دن آپ کا دین مکمل ہو گیا۔امام مالکؒ نے یوں فرمایا:"جو اس وقت دین نہ تھا وہ اب بھی دین نہیں ہے" حدیث میں ہے:"شر الامور محدثاتها و کل محدثة بدعة

وکل بدعة ضلالة" (۳۶) (بدترین چیزنئی چیز ہے(دین) اور ہر نئی چیز بدعت ہے ہر بدعت گمراہی ہے)۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من احدث فی امرنا هذا ماليس منه فهو رد" (۳۷) (جو دین کے کام میں نیا کام جاری کرے جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے)۔ شرح منہاج القاصدین میں ہے "ان البدعة المذموة هو المحدث فی الدين من غيران يكون فی عهد الصحابة و التابعين ولادل عليه الدليل الشرعی" (دین میں نیا کام پیدا کرنا جس پر شرعی دلیل ناطق نہ ہو اور نہ وہ عہد صحابہؓ اور تابعین میں پایا گیا ہو وہ بدعت مذمومہ ہے)۔ محلی ابن حزم میں ہے۔ "فكل ما احدث بعدهٗ عليه السلام مما لم يكن فی عهده وعهد الخلفاء الراشدين فبدعة وباطل" (۳۸)

(جو چیز حضورؐ اور خلفاء کے زمانہ میں نہ تھی وہ بدعت اور باطل ہے)۔

حنفیہؒ کی مشہور کتاب مجالس الابرار میں ہے "فمن احدث شيئايتقرب به الی اللّٰه تعالیٰ من قول او فعل من غيران يتشرعه اللّٰه تعالی، فقد شرع فی الدين مالم ياذن به اللّٰه تعالی، فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبود اكما قال اللّٰه تعالیٰ فی حق اهل الكتاب : اتخذوا احبارهم ورهبانهم ارباباًمن دون اللّٰه قال عدی بن حاتم للنبی ﷺ : ماعبد وهم فقال عليه السلام : اطاعوهم فمن اطاع احداً فی دين مالم ياذن به اللّٰه فقد عبده واتخذه ربا، فعلم من هذا كان كل بدعة فی العبادات البدنيه المحضه لاتكون الاسئية" (جو کوئی دین کے اندر اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی قول یا فعل سے زیادتی یا اضافہ کرے اس کے علاوہ جو اللہ تعالیٰ نے شرع میں فرمایا ہے اس نے دین میں وہ چیز رائج کی جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی جو شخص اس کے پیچھے لگے اس نے اس کو شریک بنایا

ہے اور معبود۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے حق میں فرمایا ہے

﴿ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّٰهِ ﴾ (۳۹)

(انہوں نے اپنے صوفیوں کو اور مولویوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا)۔ حضرت عدی بن حاتمؓ نے نبی ﷺ سے کہا انہوں نے ان کی پوجا تو نہیں کی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اطاعوھم" انہوں نے ان کی پیروی کی تھی جن نے دین میں کسی کی پیروی کی اس بات کی جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا اس نے اس کی پوجا کی اور اسے ربّ بنالیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادات بدنیہ میں ہر بدعت بری ہے)۔

حدیث میں ہے "عن عبداللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول ﷺ: ایاکم ومحدثات الامور کل محدثة بدعة" (۴۰) (نئی باتوں سے بچو ہر نیا کام بدعت ہے) بدعتی کے حق میں حضور اکرم ﷺ نے یہاں تک تہدید و زجر و توبیخ اور وعید شدید سنائی ہے کہ "لایقبل اللّٰہ لصاحب بدعة صوما ولا صلٰوة ولا صدقة ولا حجاً ولا عمرة ولاجهاداً ولاصرفا ولاعدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجین" (۴۱)

(اللہ تعالیٰ بدعتی کا نہ روزہ قبول فرماتے ہیں نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ نفل نہ فرض اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جس طرح آٹا سے بال نکل جاتا ہے) حدیث میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا "ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتّٰی یدع بدعته" (۴۲) (بدعت چھوڑنے سے قبل کوئی عمل اللہ تعالیٰ صاحب بدعت کا قبول کرنے سے انکار کرتا ہے)۔ بلکہ اہل بدعت کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے۔

"عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللّٰہ: ان اللّٰہ معجب التوبة عن کل صاحب بدعة حتّٰی یدع بدعته"

(اللہ کے نزدیک بدعتی کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جب تک بدعت نہ چھوڑے) جب اعمال صالحہ اور توبہ قبول نہیں تو بدعت شرک کے برابر ہوگی۔شرک اور بدعت بہن بھائی ہیں۔اس ثبوت کے بعد یہ جان لینا چاہئے کہ مندرجہ ذیل رسومات بدعات ہیں۔

گیارھویں، عرس، قضاعمری، احتیاطی، ختم پڑھنا، اسقاط کرنا، میلاد، فاتحہ خوانی، جمعرات کی دعوت، شب برأت کا حلوہ، محرم کا کھچڑا، خانقاہوں کا سفر، رمضان کی ستائیسویں منانا، چار مذہب بنانا، مکہ میں چار مصلے، کفنی لکھنا، نماز جنازے کے بعد دعا مانگنا، اذان سے پہلے صلوٰتیں پڑھنا، نمازوں کے بعد صلوٰتیں پڑھنا، قبر پر آذان دینا، درود ہزارہ، درود تاج، درود مکی، دعا گنج العرش، دعا سریانی، آذان کے بعد کلمہ پڑھنا، تیا، ساتا، چالیسواں، برسی، وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب بدعات ہیں جو طمع میں آکر قیاس فاسد سے نکالی ہیں۔

لطیفہ:

قیاس فاسد کی مثال یہ ہے کہ ایک لڑکے نے کہا کہ ابا جی میں تو دادی سے نکاح کرتا ہوں۔ باپ نے کہ وہ میری ماں ہے۔اس سے تیرا نکاح حرام ہے ۔لڑکے نے کہا کہ تو نے میری ماں سے نکاح کیوں کیا ہے؟ جب تیرا نکاح میری ماں سے جائز ہے تو تیری ماں سے میرا بھی نکاح جائز ہے یہ قیاس فاسد ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ﴾ (۴۳)(کہ تمھاری عورتیں تمھاری کھیتی ہیں)۔تو اس نے اس میں برابری شروع کردی۔ اصل حقیقت کوئی نہ سمجھا۔اسی طرح کسی نے پوچھا کہ گھوڑی مرجائے تو بچھڑی پر سوار ہونا جائز ہے یا نہیں عالم نے کہا کہ جائز ہے۔اس آدمی نے یہ سن کر اپنی بیٹی سے نکاح کرلیا۔ کیونکہ لڑکی کی والدہ یعنی اُس آدمی کی بیوی فوت ہوگئی تھی۔ بس اس طرح اہل بدعت نے باوجود مقلد ہونے کے (مقلد کا قیاس کرنا کتب

فقہ کے مطابق جائز نہیں ہے) اپنے قیاسات سے بدعات جاری کی ہیں جیسے بخاری شریف میں ہے۔ جمعہ کے دن ایک عورت سبزی چقندر اور جو کے آٹے سے مالیدہ تیار کرتی تھی۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے پاس جمعہ پڑھ کر جاتے "کنا ننصرف من صلوٰۃ الجمعة فنسلم علیها فتقرب ذلك الطعام الینا فنلعقه و کنا نتمنی یوم الجمعة لطعامها ذلك"(۴۴)

(ہم نماز جمعہ پڑھ کر جاتے اور اس کو سلام کرتے وہ ہمیں وہ کھانا پیش فرماتی۔ جمعہ کے دن ہم اس کے اس کھانے کے بہت خواہش مند ہوتے تھے)۔ دعوت خوشی اور اکرام کی تھی کہ وہ عورت ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانا کھلا دیتی تھی کیونکہ صحابہ کرامؓ جمعہ کے بعد کھانا کھایا کرتے تھے اور سویا کرتے تھے چنانچہ اس کے آگے یہ حدیث ہے:"عن سهل بهذا قال ما کنا نقیل ولا نتغذی الا بعد الجمعه"(۴۵)

(حضرت سہلؓ سے روایت ہے ہم قیلولہ اور کھانا جمعہ کے بعد کھاتے تھے)۔اس سے رسومات ادا کرنے کے لئے دن کے تقرر کا مسئلہ ایجاد کرلیا۔ جو بالکل باطل ہے۔ حالانکہ مسئلہ یہ نکلتا ہے کہ جمعہ اتنی جلدی ہو کہ کھانا اور قیلولہ بعد میں ہو لیکن اس پر عمل نہیں ہے۔ اگر کوئی اس طرح عمل کرے کہ جمعہ پڑھنے والے نمازیوں کو اگر انہوں نے کھانا نہ کھایا ہو تو ان کو کھلا دیا کرے یہ جائز ہے۔لیکن اس سے اوروں کے لئے دن مقرر کرنا۔اور ایصال ثواب کرنا اور ختم پڑھنا کیسے ثابت ہوا۔ اوپر کے بیان کے مطابق قیاس فاسد اور سینہ زوری ہے۔ مرضی کا کام دین کے اندر نہیں چلتا۔ اگر چہ وہ بالکل تھوڑا ہی ہو۔ ترمذی شریف میں ہے کہ کسی شخص کو عبداللہ بن عمر کے پاس چھینک آئی اس نے کہا: "الحمد اللّٰہ والسلام علی رسول اللّٰہ" تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں بھی" الحمد اللّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ" پڑھتا ہوں لیکن

ہمیں حضور اکرم ﷺ نے ایسے نہیں سکھلائی۔ آپ ﷺ نے چھینک کے وقت یہ کہا ہے کہ "الحمد اللہ علی کل حال"(۴۶)۔

لطیفہ:

بدعتیوں نے بعض چیزوں میں کمی بیشی کی کوشش کی۔ یہاں تک کہ قرآن مجید بھی مصنوعی بنالیا چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ ایک مُلّا کی جب دعوت ہوتی تو اپنے لڑکے کو مغرب کی نماز میں خبردار کر دیتا کہ کھانے جمعرات کے تیار ہیں آجاؤ۔ قرأت اس دن یوں پڑھتا

"حلوعین ودھڑ کنا عین کھیرو منڈہ و کھنڈہ الفرین وشکرالذین بوڑوہ سیویۃ ساغیۃ مجھبیۃ احمد علی سدی جاندی او رکابیۃ من الشیاطین الرحیم"

یہ سن کر ملا کا لڑکا برتن لے کر حاضر ہو جاتا۔ مثلاً کہا کہ جمعرات کی قرأت ایسے ہوتی ہے یہ قصہ ہی ہے واللہ اعلم۔

دوسرا لطیفہ:

ایک بریلوی حنفی درس گاہ کا طالب علم ماہِ رمضان کی رخصت پر جنگلی لوگوں کی بستی میں چلا گیا اور کہنے لگا کہ تم کو نماز تراویح پڑھاؤں گا۔ انہوں نے منظور کرلیا اس کو قرآن کی سورتیں تو یاد نہ تھیں لیکن علم نحو کی کتاب کافیہ ازبر یاد تھی۔ وہ نماز تراویح میں سورۃ فاتحہ کے بعد "کافیہ" کی عبارت تلاوت کر دیتا عوام اس کو قرآن سمجھ کر سنتے رہتے ایک رات کوئی مہمان مسافر آ گیا وہ آکر نماز تراویح میں شامل ہو گیا۔ کافیہ کے قاری نے جب کافیہ سے عبارت شروع کی تو عالم نے سمجھ لیا کہ یہ تو کوئی طالب علم ہے جو جہلاء کو فریب دے کر امام بن رہا ہے۔ اس نے سوچ لیا کہ نماز تو باطل ہوگئی ہے۔ میں امام صاحب کو تو سمجھا دوں عربی زبان میں تاکہ اس کا پردہ فاش نہ ہو۔ مولوی سامع نے اس کو خطاب کرتے ہوئے یہ

کہا کہ یہ عبارت کافیہ کی ہے پس یہ قرآن نہیں ہے کافیہ کے قاری نے کہا

"اسکت یاایھا الشیخ نصف لی ونصف لکم ان ھولاء قوم جاھلون"

(اے شیخ! آپ خاموش رہیں میرا پردہ چاک نہ کریں۔ جو عید کے دن آمدنی مجھے ہوگی وہ ہم آپس میں نصف نصف کریں گے۔ یہ لوگ تو جاہل جنگلی ہیں)۔ ان کو یہ سمجھ نہیں ہے کہ قرآن ہے یا کافیہ ہے۔ بس ٹھیک اسی طرح سمجھ لیں کہ اہل بدعت نے اپنا نام اصل سنت رکھ لیا ہے اور سنت کے پردہ میں بدعت کو رواج دے رہے ہیں)۔

آج کل رسول اللہ ﷺ کے نام لیوا ہی رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے گریزاں اور بدعتوں کے دلدادہ بنے ہوئے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ ایسے تمام نئے امور کے اپنانے سے منع فرما گئے ہیں اور ایسے امور کو مردود قرار دے گئے ہیں۔ اور اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرنے کی تاکید کر گئے ہیں۔ لیکن بریلی، دیوبند، سہارنپور، رائے ونڈ اور منصورہ کے شریعت سازوں نے عوام الناس کی کم علمی اور بے عملی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان کے درمیان سینکڑوں کی تعداد میں بدعات پھیلا دی ہیں جن پر عوام اپنی کم علمی کے سبب گامزن ہیں۔ جب ان حضرات کو بدعات پر چلنے سے منع کیا جاتا ہے تو لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ بدعت کو اپنانا اگر حرام اور منع ہے تو آپ کے دور میں تو کاریں، بسیں، ریل گاڑیاں اور جہاز وغیرہ بھی نہیں تھے تو پھر آپ لوگ ان میں کیوں بیٹھتے ہیں حالانکہ یہ اشیاء بدعت نہیں، ایجادات ہیں، بدعت تو اس نئے کام کو کہتے ہیں جسے کرنے والا کار ثواب سمجھ کر سرانجام دیتا ہے۔ ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور کار وغیرہ میں بیٹھنا کوئی بھی ثواب کا کام نہیں سمجھتا اور نہ ہی ان کو لازم وملزوم سمجھتا ہے(۴۷)۔

اس کا جواب ایک حنفی عالم مولانا سرفراز خاں نے اپنی کتاب میں یوں دیا ہے: "جو دینوی امور کو بدعت کی مد میں ﷺ کرتے ہیں وہ نرے جاہل ہیں

پس ریل، موٹر، سائیکل، لاؤڈ سپیکر، ریڈیو، وغیرہ بدعت نہ ہوں گے (۴۸)۔ ان کو بدعت کہنے والا جاہل ہے اور میں کہتا ہوں کہ حدیث میں یہ آیا ہے

"من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد" (۴۹)

(جس شخص نے ہمارے اس کام (یعنی دین) میں کوئی ایسی چیز پیدا کی جو اس میں نہ تھی تو وہ مردود ہے)۔ حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح فتح الباری میں فی امرنا هذا کی شرح یوں کی ہے "والمراد به امر الدین" (۵۰) (مراد اس حدیث سے دین کا کام ہے) دنیاوی امور میں ایجادات داخل نہیں ہیں بلکہ دنیاوی امور کی بابت آنحضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ "انتم اعلم بامور دنیاکم" (۵۱) (تم لوگ اپنی دنیا کے کاموں کو مجھ سے زیادہ جانتے ہو) اور یہ فرمایا "اذا امرتکم بشیء من دینکم فخذوا به" (۵۲) (جب میں تم کو دین کی کسی چیز کا حکم کروں تو اس کو لے لو) اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ دینی امور میں اسوہء حسنہ تھے۔ پس دینی امور میں جو تشریح آپ ﷺ سے ثابت ہے وہ قابل عمل اور واجب ثواب ہے دیناوی امور میں آپ ﷺ نے کوئی تشریح نہیں کی تو اس میں امت کو آزادی ہے کہ حسبِ ضرورت و حاجات زمانوں کے لحاظ سے چیزیں اور کام ایجاد کریں تو یہ مباح اور جائز ہے۔ لیکن دین میں بدعت کرنا شرک ہے چنانچہ قرآن ناطق ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ ﴾ (۵۳)

(کیا ان لوگوں کے واسطے ایسے شرکاء ہیں جو بغیر اذن الٰہی کے ان کے لئے دین میں شریعت بناتے ہیں)۔ پس اہل بدعت نے جس قدر بدعات ایجاد کی ہیں۔ وہ سب بغیر اذن الٰہی کے تشریع ہے جو حرام اور شرک ہے اور بدعات عبادات میں ہوتی ہیں جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ منتھی الارب میں بدعت کا معنی یہ کیا ہے "رسم نو در دین بعد اکمال آں یا ہر چیز پیدا گشت" در

دین بعد نبی ﷺ ''(بدعت اس نئی رسم کو کہتے ہیں جو دین مکمل ہو جانے کے بعد لوگوں نے پیدا کی یا یوں کہا جائے کہ ہر وہ چیز دین میں نبی کریم ﷺ کے بعد پیدا ہوئی (٦٠)۔ حنفی مذہب کی کتاب میں حدیث "انما الاعمال باالنیات" کی شرح میں پر لکھا ہے"فمن واظب علی فعل لم یفعله الشارع فهو مبتدع" (جو شخص ایسے کام پر ہمیشگی کرے جو شارع نے نہیں کیا وہ بدعتی ہے) علماء حنفیہ کی کتابوں میں صراحت ہے کہ ایسے کام پر ہمیشگی کرنا جس کو شارع نے نہیں کیا وہ بدعت ہے جیسے حنفیہ کی کتاب الجنہ میں لکھا ہے کہ۔

(یکره الدعأ عند ختم القرآن فی شهر رمضان وعند ختم القرآن بجماعة لأن هذا لم ینقل عن النبی ﷺ ولا عن الصحابة رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین)(٥٥)

(رمضان میں ختم قرآن کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا اوراسی طرح ختم قرآن کے وقت مل کر دعا کرنا مکروہ ہے اس لیے آنحضرت ﷺ سے اور صحابہ کرام سے منقول نہیں ہے)۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے:"وأما اهل السنة والجماعة فیقولون: کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی الله عنهم هی بدعة لأنه لو کان خیرا لسبقو ناالیه لانهم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر الا وقد بادروا الیها"(٥٦)(اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ جو فعل اور قول صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے کیونکہ اگر وہ کام اچھا ہوتا تو صحابہ کرامؓ ضرور ہم سے سبقت کرتے کیونکہ انہوں نے کسی نیک کام کو جس میں ثواب تھا نہیں چھوڑا ہر نیک خصلت میں وہ سبقت لے جاتے رہے)۔ عمدۃ القاری جو بخاری کی شرح علامہ عینی حنفی کی ہے اس میں بدعت کی تعریف یہ لکھی ہے "والبدعة فی الأصل: احداث أمر لم یکن فی زمن رسول اللهﷺ" (٥٧)(بدعت اصل میں وہ نیا کام ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں

نہ تھا)۔ان تمام مجموعہ تعریفوں کا حاصل یہ ہے کہ جو کام دین میں نیکی اور ثواب سمجھ کر کیا جاوے اور وہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے قول وفعل سے ثابت نہ ہو اور باوجود داعیہ موجود ہونے کے خیر القرون میں نہ پایا گیا ہو وہ بدعت سیۂ ہے۔

بدعت دو قسم کی ہے ایک زائدہ وہ یہ ہے کہ اس چیز کا وجود ہی عہد نبوی وعہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں نہ ہو جیسے عرس، میلاد مروجہ، غیر اللہ کے نام کے وظائف جیسے یا شیخ عبدالقادر جیلانی۔یا فرید، یا علی نعرہ حیدری، نعرہ رسالت، وغیرہ ان کا وجود ہی اس طور پر نہ تھا۔ دوسری بدعت وہ یہ کہ اصل چیز تو شرع سے ثابت ہو لیکن اس کو ایسی کیفیت سے معمول بنالیا جائے جو شرع محمدیؐ سے ثابت نہیں ہے جیسے تسبیح نماز تو ثابت ہے لیکن اس کو ستائیسویں رمضان میں مردوں عورتوں کے اجتماع یا باجماعت سے پڑھنا بدعت ہے ایسے ہی میت کو ایصال ثواب شب برات کے کھانے یا فی سبیل اللہ کا مسکین وفقیر کو دے دینا درست اور ثابت ہے لیکن اس کے لئے دن مقرر کرنا جیسے جمعرات یا شب برات یا محرم کی دسویں رات، یا تیا، ساتا، یا چالیسواں وغیرہ کرنا یہ بدعات میں شمار ہے۔ بدعات ہر دو قسم مردود ہیں۔ان سب سے بچنا واجب ہے۔

یہ تعریفات حدیث افتراق اُمت سے ماخوذ ہیں جس میں تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تعریف یوں فرمائی ہے:"ما أنا عليه و اصحابي" (فرقہ ناجیہ وہ ہے جو عقائد اور اعمال میں اس طریقہ پر قائم ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرامؓ تھے)۔اس کا نام اہل سنت والجماعت اور اہل حدیث ہے ملاحظہ ہو۔حضرت الشیخ جیلانی عالم ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی غنیۃ الطالبین میں تمام فرقوں کا ذکر کر کے اہل حدیث کو فرقہ ناجیہ قرار دیا گیا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمام گمراہ فرقوں سے بچا کر محدثین وفقہاء امت کے گروہ ناجیہ میں قائم رکھے (آمین)۔

حوالہ جات

۱۔ سجاد میرٹھی، زین العابدین، بیان اللّسان، (مکتبہ علمیہ قاضی واڑہ میرٹھ، ۱۹۵۰ء) ص ۲۱۶۔

۲۔ نشتر جالندھری، عبدالحکیم خان، قائد اللغات، (حامد اینڈ کمپنی ناشران وتاجران، اسلامی کتب لاہور) ص ۴۷۰۔

۳۔ نورالحسن نیر، نوراللغات، (سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور) ۴۔ ایضاً۔

۵۔ الاحزاب: ۴۰۔ ۶۔ ایضاً: ۵۶۔

۷۔ مولانا محمد عبیداللہ، تحفۃ الہند (صدیقی ٹرسٹ کراچی) ص ۱۸۵۔ ۸۔ محمد سرفراز خاں صفدر، راہ سنت، (مکتبہ صفدریہ، گوجرانوالہ

۹۔ مولانا محمد عبدالغنی شاہجان پوری، الجنۃ لاھل السنۃ، بحوالہ فتاویٰ سمرقندی، ص ۱۵۵۔

۱۰۔ محمد عبدالحیٔ فرنگی محلی، مجموعۃ الفتاویٰ (اردو ترجمہ)، (شہزاد پبلشرز انارکلی، لاہور)، ۲/۲۰۰۔

۱۱۔ بحوالہ راہ سنت از محمد سرفراز خاں، ص ۲۷۵۔

۱۲۔ رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، (سعید اینڈ کمپنی کراچی، ۱۳۔ فتاویٰ دیوبند، عزیز الفتاویٰ، ص ۲۱۱۔

۱۴۔ شامی ابن عابدین، ردالمحتار (مطبوعہ مصطفیٰ البابی) ۱۵۔ علی المتقی الہندی، کنز العمال، حدیث نمبر ۱۷۹۱، ۱/۳۲۰۔

۱۶۔ پیغام صلح لاہور، مطبوعہ ۳ جنوری ۱۹۲۵ء۔ ۱۷۔ البدر قادیان، مطبوعہ شعبان ۱۳۲۰ھ۔

۱۸۔ بشیر الدین محمود، سیرت المھدی، ص ۱۶۵۔ ۱۹۔ احمد رضا بریلوی، احکام شریعت،

۲۰۔ ابن حزم علی بن احمد بن سعید، المحلیٰ ۲۱۔ شامی ابن عابدین، ردالمحتار، ۲/۲۴۰۔

۲۲۔ ایضاً، ۲/۴۷۶۔ ۲۳۔ فیضان رحمت، ص ۵۲۔

۲۴۔ رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ، ۱/۱۱۹۔ ۲۵۔ احمد یار خان نعیمی، جاء الحق، (نعیمی کتب خانہ گجرات)

۲۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (دارالسلام الریاض، ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء، الطبعۃ الثانیۃ)، حدیث نمبر ۴۱۰۲، ص ۶۹۵-۶۹۶۔

۲۷۔ التبریزی، محمد بن عبداللہ الخطیب، مشکاۃ المصابیح، بتحقیق محمد ناصر الدین البانی، (المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۸۵ء)، حدیث نمبر ۵۹۰۸، ۳/۱۶۵۸-۱۶۵۹۔

۲۸۔ ایضاً، حدیث نمبر ۱۴۶۱، ۱/۴۵۹۔ ۲۹۔ بخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۵۱۷۸، ص ۹۲۵۔

۳۰۔احمد رضا خاں بریلوی،عرفان شریعت،　۳۱۔مولوی احمد رضا خان،وصایا شریف،

۳۲۔کتاب الہنداز البیرونی،ص۲۲۰،۲۸۲۔

۳۳۔ مولانا عبدالسلام،بدعات ورسوم کی تباہ کاریاں (مکتبۃ السنۃ الدار السلفیۃ لنشر التراث الاسلامی،کراچی،۱۴۲۴ھ/۲۰۰۴ء)،ص۲۷۔

۳۴۔ المائدہ:۳۔　۳۵۔الشاطبی،ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ،الاعتصام

۳۶۔مسلم،الجامع الصحیح،حدیث نمبر۲۰۰۵،ص۳۴۷۔　۳۷۔بخاری،الجامع الصحیح،حدیث نمبر۲۶۹۷،ص۴۴۰۔

۳۸۔ ابن حزم،المحلی ۴/۴۵۔　۳۹۔ التوبہ:۳۱۔

۴۰۔ ابن ماجہ،محمد بن یزید،السنن (مکتبہ دارالسلام الریاض،اپریل ۱۹۹۹ء)،المقدمہ، حدیث نمبر۴۵،ص۷۔

۴۱۔ ایضاً،حدیث نمبر۴۹،ص۸۔　۴۲۔ ایضاً،حدیث نمبر۵۰،ص۸۔

۴۳۔ البقرۃ:۲۲۳۔　۴۴۔بخاری،الجامع الصحیح،حدیث نمبر۹۳۸،ص۱۵۱۔

۴۵۔ ایضاً،حدیث نمبر۹۳۹،ص۱۵۱۔

۴۶۔ ترمذی،محمد بن عیسیٰ،السنن (دارالسلام،الریاض) حدیث نمبر۲۷۳۸،ص۶۲۰۔

۴۷۔ سعید بن عزیز یوسف زئی،بدعات اور ان کا تعارف (جامعہ دارالعلوم الخیریہ السلفیۃ مدینہ باغ آزاد کشمیر)،ص۱۲-۱۳۔

۴۸۔ سرفراز خان،راہ سنت،ص۸۶۔

۴۹۔ ایضاً،ص۱۴۔　۵۰۔العسقلانی،ابن حجر،فتح الباری (دار نشر الکتب الاسلامیہ،لاہور،

۵۱۔مسلم،الجامع الصحیح،حدیث نمبر۱۴۱،ص۱۰۳۹۔　۵۲۔ایضاً،حدیث نمبر۱۴۰،ص۱۰۳۹۔

۵۳۔ الشوریٰ:۲۱۔　۵۴۔منتہی الارب فی لغات العرب،۱/۹۳۔

۵۵۔ مولانا محمد عبدالغنی،الجنۃ لاھل السنۃ،بحوالہ فتاویٰ کبیری،ردمختار،ص۱۴۵۔

۵۶۔ابن کثیر،عماد الدین،ابوالفدا اسماعیل،تفسیر القرآن العظیم (مکتبہ دارالاسلام الریاض)

۵۷۔ العینی،بدرالدین،ابومحمد محمود بن احمد،عمدۃ القاری (دارالفکر،بیروت)،۱۱/۱۲۶۔